ادبِ اطفال، تربیتِ اطفال اور اکیسویں صدی کے چیلنجز

ڈاکٹر ارم صبا، اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اقبالیات، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاول پور
ڈاکٹر یاسمین کوثر، اسسٹنٹ پروفیسر (اردو)، یونیورسٹی آف سیالکوٹ، سیالکوٹ
ڈاکٹر صنم شاکر، صدر شعبہ اردو واقبالیات، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاول پور

ABSTRACT:

Children literature is a timeless tradition. Books are the major means of transmitting our literature heritage from one generation to the next. Children's literature is valuable in providing an opportunity to respond to literature, as well as emotional intelligence and creativity, cultural knowledge, social and personality development. Giving children access to all varieties of literature is extremely important for their success. Literature provides an avenue for children to learn about their own cultural heritage and the cultures of other people. Children literature contains numerous moments of crises, when characters make moral decisions and contemplate the reasons of their decisions. Literature helps the children to develop emotional intelligence. Stories have the power to promote emotional and moral development. Exposing children to quality literature can contribute to the creation of responsible, successful and caring individual.

کلیدی الفاظ: قوتِ متخیلہ، سائنسی ایجادات، ادب و ثقافت، نفسیاتی و تربیتی تناظر، ماحول، عدم استحکام، علوم وفنون، حالاتِ حاضرہ، دلچسپ و معیاری

کہا جاتا ہے آج کے بچے کل کے معمار ہیں۔آنے والا کل ان بچوں کے ہاتھ میں ہے اس کل کو خوب صورت، اعلیٰ تہذیب و ثقافت کا نمونہ بنانا ہے تو آج کے بچے کی جسمانی نشوونما کے ساتھ ساتھ اس کی ذہنی و نفسیاتی تربیت پر بھی توجہ دینا ہوگی۔بچے کا ذہن کورے کاغذ کی طرح ہوتا ہے۔بچے کا ماحول، معاشرہ اس کے ذہن اور نفسیات پر گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔ بچپن کی سیکھی ہوئی باتیں اس کی شخصیت پر اثرانداز ہوتی ہیں۔ایک اچھے اور کامیاب معاشرے میں بچوں کی تربیت کی ذمہ داری کا فریضہ والدین اور اساتذہ کے ساتھ ساتھ ادیب اور دانش ور بھی سرانجام دیتے ہیں۔ادب یعنی لٹریچر سے بچوں کا رشتہ بچپن ہی سے قائم ہو جاتا ہے۔بچے کی تربیت اور ذہنی نشوونما کا پہلا مکتب

"آغوشِ مادر" ہے۔ جہاں بچے کو پہلی ذہنی غذا میسر آتی ہے۔ جب بچہ ماں کی گود میں لوری سنتا ہے تو اس کا پہلا رشتہ شاعری سے استوار ہوتا ہے۔ کچھ بڑا ہونے پر کہانیاں سننے کا شوق اسے ادب سے اور قریب لے آتا ہے۔ ادب سے اسی تعلق سے بچوں میں احساسِ جمال پیدا ہوتا ہے اور انہیں اپنی اعلیٰ اقدار، روایات، رسم و رواج، عقائد اور توہمات سے واقفیت ہوتی ہے۔ بچہ کہانیوں کی بدولت محبت، خلوص، سچائی، ایمان داری اور نیکی کے جذبات اور اجر سے آشنا ہوتا ہے۔

ادب زندگی کو خوب صورت بناتا ہے۔ ادب ہی کی بدولت سائنس، جغرافیہ، علمِ نجوم اور معلوماتِ عامہ جیسے خشک موضوعات کو دلچسپ بنا کر پیش کیا جا سکتا ہے۔ بچوں کی قوتِ متخیلہ بڑی طاقت ور ہوتی ہے۔ بچہ ہمیشہ اپنے تخیل کے تانے بانے بنتا ہے۔ یہی قوتِ متخیلہ بچوں کی نشو و نما میں اہم کردار ادا کرتی ہے اور اسی قوتِ متخیلہ کی نشو و نما کے لیے معاشرے کا ادیب اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اکیسویں صدی کے بچے اب پہلے بچوں جیسے نہیں ہیں۔ سائنسی ایجادات، جدید آلات و ٹیکنالوجی نے بچوں کی زندگیوں میں انقلاب برپا کر دیا ہے۔ آج کا بچہ مافوق الفطرت کرداروں میں دلچسپی نہیں رکھتا۔ اکیسویں صدی میں جدید ٹیکنالوجی کی موجودگی نے بچوں کی نفسیات پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ بچوں کی ذہنی نشو و نما کے لیے ان کی نفسیات کا مطالعہ بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

بچوں کے لیے جسمانی نشو و نما کی جتنی اہمیت ہے اتنی ہی ضرورت ذہنی اور جذباتی اٹھان کی بھی ہے۔ بچوں کی ذہنی ترقی اور مکمل اُٹھان کے لیے نصابی تعلیم کے ساتھ جو چیز سب سے زیادہ اثر انگیز ہوتی ہے وہ ان کی مادری زبان میں اچھے ادب کی فراہمی ہے۔ تربیت اور ذہنی نشو و نما کے لیے جہاں تعلیمی نفسیات کے بہت سے اصول اور طریق کار رائج ہیں وہیں ادب بھی ہمیشہ سے ایک اہم ذریعہ اور مؤثر وسیلہ ثابت ہوا ہے۔ بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت اور ان کی کردار سازی میں ادب یعنی ادب اطفال نہ صرف ایک وسیلے کا کام کرتا ہے بلکہ یہ ان کے فطری رجحان اور تفریحِ طبع کا سامان بھی فراہم کرتا ہے۔ ادبِ اطفال میں کن کن خصوصیات کا ہونا ضروری ہے اس حوالے سے ڈاکٹر خوشحال زیدی رقم طراز ہیں:

> "بچوں کے ادب کی سب سے بڑی خوبی حیرت و استعجاب ہے۔ بچے کے ذہن میں کیا، کیوں، کیسے۔۔۔ جیسے سوالات پیدا ہوتے رہتے ہیں اور وہ ہر چیز کو حیرت و استعجاب سے دیکھتا ہے۔ اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا

ہے۔ تجسس بچے کی فطرت میں شامل ہے۔اس کے لیے ادبِ اطفال میں بچوں کی فطرت کے مطابق موضوع اور طرزِ تحریر کا انتخاب کرنا چاہیے۔"(۱)

ادب کو زندگی کا آئینہ اور سماج کا عکس سمجھا جاتا ہے۔ جس قوم کا کوئی ادب نہیں ہوتا وہ مردہ قوم خیال کی جاتی ہے۔ کسی بھی قوم کے مذہبی خیالات، سماجی و اخلاقی تنظیم اس کے سیاسی و تہذیبی حالات و واقعات کا صحیح آئینہ اس کا ادب ہوتا ہے۔ادب سماج کو متاثر کرتا ہے اس کا رخ موڑتا ہے۔انسان کی شخصیت کی تعمیر و ترقی میں مدد و معاون ثابت ہوتا ہے۔انسان میں عزمِ محکم، عملِ پیہم اور مشکلات پر قابو پانے کے لیے استقلال پیدا کرتا ہے۔

ادب چاہے کسی زبان کا ہو ہر دور میں بچوں کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی تربیت کا بھی ایک اہم ذریعہ رہا ہے۔یہی وجہ ہے کہ دنیا کی ہر وہ زبان جس کا اپنا ادب ہے اس میں ادب اطفال بھی ضروری طور پر ہی موجود ہوتا ہے۔ اردو زبان کی بھی یہ خوش بختی ہے کہ اس کے دامن میں نظم و نثر کی شکل میں وہ رنگا رنگ کائنات موجود ہے جس میں قومی تہذیب و تمدن اور ادب و ثقافت کی وسیع دنیائیں آباد ہیں جن سے نہ صرف ہم نے اور ہمارے اکابرین نے تربیت پائی تھی بلکہ وہ ہمارے بچوں کے لیے بھی زادِ راہ ہیں۔امیر خسرو سے لے کر موجودہ عہد تک جو بھی ادب پارے لکھے گئے یا لکھے جا رہے ہیں وہ تمام ہمارے بچوں کی نہ صرف ذہنی و جذباتی ارتقا اور ان کی علمی و ادبی استعدا بڑھانے کا کام کرتے ہیں بلکہ ان کی مکمل تربیت میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔بچوں کے ادب کی بنیاد علم و اخلاق پر ہوتی ہے جو بچوں میں فطری صلاحیتوں کو ابھار سکتا ہے۔بچہ ایک ہی طرح کی چیزوں کو بار بار پڑھنا پسند نہیں کرتا ادبِ اطفال میں تنوع اور موضوعات میں رنگا رنگی بچے کی دلچسپی کا سبب بنتے ہیں۔

مغرب میں ادبا نے وقت بدلنے کے ساتھ ساتھ بچوں کی ذہنی قوت اور نفسیات کے عین مطابق ادب تخلیق کیا مثلاً وہاں جب ادب اطفال کا آغاز ہوا تو اس کا مقصد محض بچوں کو تفریح و تفنن فراہم کرنے تک ہی محدود تھا لیکن انیسویں اور بیسویں صدی میں جب ذہنی عمر سے مطابقت و مشابہت رکھنے والے ادب اطفال کی کمی کا احساس ہوا تو ان ادیبوں نے تفریح کے ساتھ ساتھ جدید علوم و فنون اور معلوماتی موضوعات کو بھی بچوں کے ادب کا حصہ بنایا جس کی وضاحت تھامس بورمین کی کتاب سے ہوتی ہے جس میں علم سیکھنے کا ایک فطری عمل کار فرما ہے۔"Description of three hundred Animals" کے عنوان سے لکھی گئی اس کتاب میں مختلف جانوروں سے متعلق معلومات کو اس طرح پیش کیا گیا ہے کہ اس میں بچوں کی دلچسپی بھی قائم رہتی ہے اور وہ معلومات بھی حاصل کر لیتے ہیں۔

بچوں کا ادب، ادب کی ایک مشکل ترین صنف سمجھی جاتی ہے. یہ ادب ایک مقصدی ادب ہوتا ہے اور اس کے ذریعے بچوں کو مسرت کی فراہمی کے ساتھ ساتھ ان میں تخیل کی صلاحیت پیدا کرنے، جذبہ اور حوصلہ پروان چڑھانے، مختلف النوع تجربات سے روشناس کرانے، دنیااور لوگوں کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرنے، ان میں ثقافتی و تہذیبی ورثے کو منتقل کرنے اور اخلاقی اوصاف کے نشوونما کی کوشش کی جاتی ہے۔اس کے علاوہ اس ادب کے ذریعے ان میں پڑھنے اور لکھنے کی مہارتیں اور مختلف میدانوں سے متعلق علم کو بھی پیدا کرنے کی سعی کی جاتی ہے۔ظاہر ہے ان تمام مقاصد کے ساتھ بچوں کے لیے دلچسپ ادب پیش کرنا نہایت ہی مشکل کام ہے، اسی لیے اس صنف میں بہت ہی کم ادیبوں نے طبع آزمائی کی ہے۔خاص طور پر اکیسویں صدی میں اردو زبان میں بچوں کے ادب پر بہت کم توجہ دی جا رہی ہے جب کہ اردو میں بچوں کے ادب کی ایک توانا روایت رہی ہے۔

اردو ایک زبان نہیں بلکہ مکمل تہذیب کا نام ہے۔ اس نے ہمیشہ سیاسی و سماجی، معاشی و اقتصادی، مذہبی، تہذیبی اور اخلاقی مسائل کی نمائندگی کی ہے۔اردو شعر وادب میں یوں تو ابتدائی ایام سے ہی ادب اطفال کی جھلکیاں دیکھنے کو ملتی ہیں ۔امیر خسرو کی پہیلیاں اور کہہ مکرنیاں آج بھی زبان زدِ عام ہیں۔"خالق باری"، جیسی کتابیں ادبِ اطفال کا سرمایہ ہیں:

> "امیر خسرو کی کتاب "خالق باری"لغت ہے جو نظم میں ہے اور نصاب میں شامل رہی ہے۔۔۔"خالق باری" سے متاثر ہو کر بہت سی کتابیں بعد میں لکھی گئیں۔بچوں کے شاعر کی حیثیت سے قلی قطب شاہ کا بھی نام لیا جاتا ہے۔ سترھویں صدی کے شاعر شاہ حسین ذوقی کا نام ان کے بعد آتا ہے۔"(۲)

میر تقی میر کی نظمیں "موہنی بلی"، "مور نامہ"، "کھٹمل"، "مچھر" وغیرہ بچوں کے ادب کا حصہ ہیں۔اس کے بعد جو دوسرا دور بچوں کے ادب کے حوالے سے نمایاں ہے وہ ہمیں غالب کے "قادر نامے" اور نظیر اکبر آبادی کی شاعری کے زمانے میں نظر آتا ہے۔ نظیر اکبر آبادی کی نظمیں بچوں میں حب الوطنی کے ساتھ ساتھ ان کی شخصیت میں اخلاقی اقدار اور قومی تشخص کے نقوش ابھارتی ہیں۔ محمود الرحمان اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> "اردو میں بچوں کے لیے جو بھی لکھا گیا ہے اس میں نہ صرف نصیحت کی کار فرمائی ہے بلکہ مذہبی عناصر کی جلوہ گری بھی ہے، صحیح معنوں میں نظیر اکبر آبادی وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے بچوں کے ادب کو مذہب اور لغت کی سنجیدہ

بزم سے نکال کر نونہالوں کے بزم میں پہنچا دیا، جہاں ان کے اپنے جذبات و احساسات نمایاں ہیں۔"(۳)

اردو نثر میں اٹھارویں صدی کے آخر تک کوئی قابلِ ذکر تصنیف نہیں ملتی جسے ادبِ اطفال سے تعبیر کر سکیں۔ 1793ء میں انشاء اللہ خان انشانے بچوں کے لیے نثری تصنیف "رانی کیتکی کی کہانی" پیش کی۔ ۱۸۵۷ء کی ناکامی اور سرسید احمد خاں کی اصلاحی تحریک سے ادبِ اطفال کے ذریعہ بالغوں میں خود شناسی اور جذبہ حریت کو ابھارنے کی مثالیں ملتی ہیں۔ ڈپٹی نذیر احمد نے بچوں کی تعلیم و تربیت اور ذہنی کشادگی کے لیے "منتخب الحکایات" اور "چند پند" جیسی کتابیں لکھیں:

"اردو ادبِ اطفال میں ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی ایک سنگِ میل کا درجہ رکھتی ہے۔ جس کے زیرِ اثر شعر و ادب کی قدیم اور فرسودہ روایات میں ایک تغیر رونما ہوا۔ تخیل سے کنارہ کشی کر کے حقیقت آرائی کی طرف توجہ مبذول کی گئی۔ معاشرے اور پوری ادبی دنیا میں بدلتے ہوئے حالات نے بچوں کے ادب کو بھی متاثر کیا۔"(۴)

اردو کے جن شاعروں اور ادیبوں نے وقتاً فوقتاً ادب اطفال کو فروغ بخشا ان میں اکبر الٰہ آبادی، محمد حسین آزاد، خواجہ الطاف حسین حالی، علامہ اقبال، تلوک چند محرومؔ، اسماعیل میرٹھی، پریم چند، کرشن چندر، عصمت چغتائی، قرۃ العین حیدر، مصداق فاطمہ، شوکت پردیسی، ڈاکٹر سیفی پریمی، پروفیسر جگن ناتھ آزاد، محمد اسحاق، پروفیسر ذاکر، حامد اللہ افسر، پنڈت برج نرائن چکبست، تلوک چند محروم، شفیع الدین نیئر، سلام مچھلی شہری، ڈاکٹر مظفر حنفی، خواجہ حسن نظامی، چراغ حسن حسرت، غلام رسول مہر، مرزا ادیب، امتیاز علی تاج، وغیرہ قابل ذکر ہیں ۔ محمد حسین آزاد اور اسماعیل میرٹھی نے تدریسی اور نصابی کتابوں کے ذریعے ادب اطفال کی آبیاری کی۔ مولانا الطاف حسین حالی نے اصلاحی اور مقصدی تحریروں کے ذریعے بچوں کی ذہنی، جسمانی اور اخلاقی تربیت پر زور دیا۔ نذیر احمد، حالی اور آزاد کے ادبی کارنامے سر سید کی تحریک کا ہی نتیجہ ہیں، جس میں ادبِ اطفال بھی شامل ہے۔(۵)

علامہ اقبال کی ابتدائی شاعری بھی طفلِ مرکوز شاعری ہے۔ وہ مغربی شاعری پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ آر ایل ایمرسن، ولیم کوپر اور جین وغیرہ ادبِ اطفال پر نگاہ رکھتے ہیں۔ ان کی جو نظمیں ادب اطفال کی نمائندگی کرتی ہیں ان

میں " بچے کی دعا"، "ایک مکڑا اور مکھی"، ہمدردی" اور "شیر خوار" قابل ذکر ہیں۔ اقبال کا قلم بنی نوع انسان کے لیے وقف تھا۔ وہ بچوں کی نفسیات سے اچھی طرح واقف تھے۔ بچے کے ذہن کی تعمیر اس طرح کرنا چاہتے تھے جس سے وہ ایک ایسا انسان بن سکے جو خدا آگاہ، صداقت شعار، حریت پسند، ہمدرد مجسم، غرور و تکبر کی لعنت سے پاک، محسن شناس ، خدمت گزار، غریبوں کا مددگار، کمزوروں کا حامی، وطن پرست، انسان دوست، برائیوں سے پاک اور پیکرِ عمل ہو۔

اقبال اپنی نظموں میں بچوں کی سیرت کی تعمیر کے ساتھ ساتھ ایسے اخلاقی اور انسانیت کے درس دیتے ہیں جس کی بدولت بچے جوان ہو کر انسانیت کے تقاضے کو سمجھ کر اچھے نوجوان بن کر زندگی کے اہم مسائل کو سمجھ پائیں گے۔(٦) تربیت کے بغیر تعلیم انسان کو مکمل اور مثالی انسان نہیں بنا سکتی اقبال نے جو کچھ اس حوالے سے لکھا یا کہا اسے اسلام کے تربیتی نظام کی کسوٹی پر کھرا اُترنے کے بعد ہی بیان کیا ہے۔ ''ضربِ کلیم'' میں ''تربیت'' کے عنوان سے ایک مختصر نظم میں علامہ نے بڑے دلنشین انداز میں بتایا ہے کہ تربیت اور علم میں بہت فرق ہے کہ علم سے دماغ جب کہ تربیت سے دل روشن ہو جاتا ہے۔ علم میں دولت، قدرت اور لذت تو ہے لیکن اپنا سراغ نہیں مل پاتا خود کو جاننے کے لئے اور خودی کا راز پانے کے لیے تو تربیت کے راستے ہی سے گزرنا پڑتا ہے:

زندگی کچھ اور شے ہے علم ہے کچھ اور شے
زندگی سوزِ جگر ہے علم ہے سوزِ دماغ
علم میں دولت بھی ہے قدرت بھی ہے لذت بھی ہے
ایک مشکل ہے کہ ہاتھ آتا نہیں اپنا سراغ
اہلِ دانش عام ہیں کم یاب ہیں اہلِ نظر
کیا تعجب ہے کہ خالی رہ گیا تیرا ایاغ(٧)

تلوک چند محروم بھی ادب اطفال کے سلسلے میں اہمیت کے حامل ہیں۔ انھوں نے اپنی تخلیقی صلاحیتوں کے ذریعے بچوں کے لئے ایک خوشگوار ادب تخلیق کرنے کی کوشش کی۔ محروم کا اہم کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے بچوں سے متعلق انگریزی کی مشہور نظموں کو اردو میں منتقل کیا۔ جھوٹ، وقت کی پابندی، سچائی وغیرہ ان کی اہم نظمیں ہیں۔ حفیظ جالندھری نے بچوں کے ادب کا وافر سرمایہ اردو کو دیا۔ اختر شیرانی نے لوریاں، گیت اور نظمیں لکھی۔

کہانی کا تعلق اپنے عہد، معاشرے اور جغرافیائی حالات سے ہوتا ہے۔ کہانی کے توسط سے سنجیدہ علمی اور سائنسی مضامین لطیف و دلکش پیرائے میں بیان کیے جا سکتے ہیں۔ روزمرہ زندگی کے واقعات سے متعلق موضوعات بچوں کی دلچسپی کا موضوع بنتے ہیں۔ روایتی قصے جنوں پریوں کی کہانیاں انہیں دلچسپ لگتی ہیں۔ اردو کے ادباء نے اپنے انفرادی اسلوب اور منفرد طرزِ تحریر کی چاشنی سے ایسے شہ پارے تخلیق کیے جو ادبِ اطفال کا سرمایہ ہیں۔ پریم چند، کرشن چندر، عصمت چغتائی، قرۃ العین حیدر، اور صالحہ عابد حسین نے اخلاقی اور اصلاحی کہانیاں لکھ کر بچوں کے ادب میں غیر معمولی اضافہ کیا۔ پریم چند کی کہانیوں میں "عبرت"، " عید گاہ"، " معصوم بچہ "، "گلی ڈنڈا"، "طلوع محبت"، "کشمیری سیب" اور "سچائی کا انعام" وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ "جن حسن عبدالرحمٰن" یہ ناول ایل لاگن کے ایک انگریزی ناول کا ترجمہ ہے۔ اس ناول میں بچوں کو جدید سائنسی معلومات اور تعلیم و تربیت پر غور کرنے اور توہم پرستی ومافوق الفطری عناصر سے دور رکھنے کی تلقین کی ہے۔ چراغ حسن حسرت نے بچوں کی سیرت اور شخصیت کو نکھارنے کے لیے تاریخ سے استفادہ کیا۔ عظیم بیگ چغتائی نے مہماتی ناول بعنوان "قصرِ صحرا، اور بحرِ جنوبی کا سفر" تحریر کیے۔ خواجہ حسن نظامی اخلاقی تعلیم و تربیت کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ امتیاز علی تاج، غلام رسول مہر، مرزا ادیب بچوں کی تربیت کے لیے ادب تخلیق کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

قیامِ پاکستان سے پہلے اور بعد میں بچوں کے لیے بہت سے رسائل شائع ہوتے رہے۔ "کھلونا اور تعلیم و تربیت" جیسے رسائل بچوں کے ادب کی پہچان ہوا کرتے تھے۔ شفیع عقیل نے بچوں میں ادبی ذوق پیدا کرنے کے لیے "بزمِ نو آموز مصنفین" قائم کی۔ بچوں کے لیے "بھائی جان"، "ساتھی"، "ہمدرد نونہال"، "تعلیم و تربیت"، "آنکھ مچولی" جیسے رسائل نے ادبی ذوق کی تسکین کا سامان کیا۔

بچے قدرت کا انمول تحفہ ہیں ان کی دماغی قوت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ ان کے تصورات، تخیلات، سوچ اور فکر کا دامن لامحدود ہے۔ بچوں میں تجسس اور کھوج کا بے پناہ مادہ ہوتا ہے۔ بچوں کے ادیب بھی معمولی ادیب نہیں ہوتے وہ بچوں کی نفسیات کے ماہر ہوتے ہیں اور ادب تخلیق کرتے وقت بچوں کی زبان اور عمر کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہیں۔ ادبِ اطفال کی تخلیق ایک باقاعدہ فن ہے کیوں کہ ادب تخلیق کرتے وقت ادیب کو خود بچہ بننا پڑتا ہے۔ اردو میں بچوں کا ادب نفسیاتی اور تربیتی تناظر میں تخلیق کیا گیا ہے۔ ہمارے ادبا شعرا اس بات سے آگاہ ہیں کہ بچوں کا ذہن کورے کاغذ کی مانند ہوتا ہے۔ بچے کا ماحول، معاشرہ اس کے ذہن اور نفسیات پر گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔ بچپن کی سیکھی ہوئی باتیں اس کی شخصیت پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ ادب تخلیق کرتے ہوئے وہ اس بات کا پورا دھیان رکھتے ہیں

معیاری ادب کی تخلیق کو ممکن بنایا جا سکے۔ایک اچھے اور کامیاب معاشرے میں بچوں کی تربیت کی ذمہ داری کا فریضہ والدین اور اساتذہ کے ساتھ ساتھ ادیب اور دانش ور بھی سر انجام دیتے ہیں اور ہمارے ادیب اس فرض کو بخوبی سر انجام دیتے رہے ہیں اور بچوں کے لیے اخلاقی کہانیوں اور نظموں کے ساتھ ساتھ مذہبی کہانیاں بھی لکھتے دکھائی دیتے ہیں۔ایک اچھا فن کار اپنی تخلیق کے ذریعے اپنے زمانے کے دلچسپ واقعات کے توسل سے اپنے کرداروں کو ابھارتے ہیں اور اپنے مکالمات سے زمانے کے فکر و خیال کو واضح کرتے ہیں۔آج کے بچے کے ذہن میں کیا، کیوں، کب اور کیسے جیسے سوالات گردش کرتے ہیں۔اس کا تخیل اڑن طشتریوں اور (UFO16,UnKnown flying Objects) تلاش کرنا چاہتا ہے۔

اکیسویں صدی ,موجودہ دور سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے۔ سائنس مہد سے لحد تک ہماری زندگی کے ہر شعبے میں سرایت کر چکی ہے، الیکٹرانک میڈیا زندگی کی بنیادی ضرورت بن چکا ہے۔اس لیے اعلیٰ اخلاق کے ساتھ ساتھ سائنس اور ٹیکنالوجی کی بنیادی معلومات بچوں کی مکمل تعلیم اور روشن مستقبل کے لئے ناگزیر ہے۔جن، بھوت، دیو، پری، بچوں کے محبوب ترین موضوعات ہیں، لیکن ان موضوعات کو صرف بچوں کی ابتدائی عمر میں چیزوں پر غور کرنے کی صلاحیتوں کو بڑھانے کے لیے استعمال کرنا چاہیے۔بچوں کے لئے ادب تخلیق کرنا بلاشبہ ایک مشکل ترین کام ہے۔عصری تقاضوں کو سمجھتے ہوئے ادبِ اطفال تخلیق کرتے وقت یہ خیال رکھنا بے حد ضروری ہے کہ بچوں کے ادب کی ذہنی عمر کی مناسبت سے شیرازہ بندی کی جائے اور بچوں کی نفسیات اور دلچسپیوں کو بنیاد بنا کر لکھا جائے، موضوعات کو رنگین اور دلکش تصاویر کے ساتھ واضح کرنے کی کوشش کی جائے، جدید سائنسی علوم و فنون کو موضوع بنا کر ادب تخلیق کیا جائے، ادب اطفال کو فلم اور ڈرامائی انداز میں ریڈیو اور ٹیلی وژن کے سہارے بچوں کے سامنے پیش کیا جائے، ضیافت طبع کے ساتھ ساتھ قومی یکجہتی، حب الوطنی، انسان دوستی جیسے مضامین کو موضوع بنایا جائے۔

اکیسویں صدی میں نسل نو کی تعلیم و تربیت کے نقائص ہمیں معاشرے کی بگڑتی صورتحال اور عدم استحکام پر منتج ہوتے دکھائی دے رہے ہیں لہٰذا ایک اہم سماجی ذمہ داری کے طور پر آج کے تمام بڑے ادیبوں کو بچوں کا ادب تخلیق کرنے پر متوجہ ہونا چاہیے۔اس حوالے سے حکومتوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ ادب اطفال تخلیق کرنے والوں کی تربیت کرنے کا کوئی پلیٹ فارم فراہم کریں جس پر وہ مسلسل بچوں کے ادب سے بھی جڑے رہیں اور معاشرے کے سدھار اور نسل نو کی تربیت کے مقصد سے تخلیقِ ادبِ اطفال میں مصروف رہیں۔ اس حوالے سے یہ بھی ضروری ہے

کہ بین الاقوامی ادب تک بچوں کی رسائی آسان بنائی جائے تاکہ وہ سمجھ سکیں کہ دوسرے ملک کا بچہ کیا پڑھتا اور سیکھتا ہے؟ علاوہ ازیں اس میں عالمی علوم وفنون کی دلچسپی پیدا ہو، قدیم طلسماتی کہانیاں جادو پری، جادو کی چھڑی وغیرہ کہانیاں آج کے دور کے بچے کو متاثر نہیں کرتیں، وہ ہر چیز کو حقیقت کے رنگ میں دیکھ رہا ہے۔ انٹرنیٹ نے آج دنیا کو سمیٹ کر صرف ایک کلک کا منتظر بنا دیا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ عالمی ادب سے منتخب فن پارے ترجمہ کی صورت میں بچوں تک پہنچائے جائیں۔ مختصر یہ کہ ادب میں انہیں ایسی باتیں پیش کی جائیں جن سے ان میں صالح قدریں پیدا ہوں اور وہ معاشرے کے لیے سرمایۂ افتخار بن سکیں۔ ہمارے ادب کو صالح اقدار بچوں تک پہنچانے کے ساتھ ساتھ انہیں شعوری طور پر مشکل اور تیز خرام دنیا کے لیے بھی تیار کرنا از حد ضروری ہے۔ نئی صدی کے نئے مسائل سے نبرد آزما ہونے کے لیے تیار کرے اور آنے والی مشکلات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کی ہمت دے۔ عبدالحق اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> "بچوں کی صحیح تربیت اور نشوونما کے لیے ضروری ہے کہ ان کے لیے ایسا ادب فراہم کیا جائے جو ان کی نشوونما کے لیے فکر ریز اور خیال افروز ہو۔ بچے کا ذہن ہمیشہ متجسس رہتا ہے۔ اشیا کی حقیقت سمجھنے کی کوشش میں وہ بار بار پوچھ گچھ کرتا ہے ہمارے ادب کی ذمہ داری ہے کہ ان کی اس جذبہ تجسس کی تسکین کا سامان فراہم کرے اور اس ادب سے ان کو تخیل کی بلندی، تیزی اور تندی حاصل ہو۔ وہ صاحبِ نظر بن سکیں۔"(۸)

ہمارے دور کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ بچوں کا کیا بڑوں کا رشتہ بھی کاغذ اور قلم سے غیر مستحکم ہوتا جا رہا ہے، آئے دن ذرائع ابلاغ کی آسمان چھوتی ترقی اور ننانوے فی صد بچوں تک موبائل کی رسائی وغیرہ یہ وہ اسباب وعوامل ہیں جو ہمیں دعوتِ فکر دیتے ہیں۔ بچوں پر ماحول کا بھی بڑا اثر پڑتا ہے بلکہ کہا جاتا ہے کہ 'ماحول' سب سے بڑا استاد ہوتا ہے۔ اسی ماحول کا نتیجہ ہے کہ آج بولنے سے پہلے ہی بچہ موبائل چلانے لگتا ہے۔ آج کے اس موبائلی عہد میں بچے کئی قدم آگے ہیں بچہ خواہ شیر خوار ہو یا ہوشیار موبائل پکڑتے ہی یا تو وہ ویڈیو گیم کی طرف لپکتا ہے یا پھر اس کی انگلی یوٹیوب پر جا ٹکتی ہے۔ اسی طرح آج کے بچے ٹی وی کارٹون دیکھنے کے بھی بڑے دیوانے نظر آتے ہیں۔ ان حالات میں اگر بچوں کے ادیب ان جدید ذرائع سے صرفِ نظر کر کے ادب خلق کریں تو بچے اسے محض سونگھ کر آگے بڑھ جائیں گے۔ بچوں کے لیے ایسے ادب کی ضرورت ہوتی ہے جو زندگی کو بہتر راہوں پر چلانے میں ان کی مدد کرے اور ان کی کردار

سازی کرے۔ پرنٹ میڈیم بہت تیزی کے ساتھ اب ڈیجیٹل میں تبدیل ہو رہا ہے۔ مستقبل کی فکر کرتے ہوئے بچوں کے لیے ڈیجیٹل مواد تیار کرنا بہت بڑا چیلنج ہے۔ اردو زبان میں بچوں کے لیے معیاری ادب کی تخلیق میں جہاں دوسری زبانوں میں کیے گئے تجربات سے استفادہ کی ضرورت ہے وہیں اس بات کو بھی ملحوظ رکھنے کی ضرورت ہے کہ ہمارا لٹریچر دوسری زبانوں کا چربہ نہ ہو، بلکہ ہم خود موضوعات کے تنوع کے ساتھ ساتھ ہیئتی اور تکنیکی تجربات کو بھی رواج دیں تاکہ بچوں میں دلچسپی کے ساتھ مطالعہ کے رجحان کو پروان چڑھانے میں مدد ملے۔ اس سلسلے میں اردو رسائل کا رول بہت اہم ہے کہ وہ نہ صرف قارئین سازی کا بلکہ مصنفین سازی کا بھی کام کرتے ہیں۔

انسانی تہذیب کی ترقی و بقا کے لیے بچوں کا ادب بہت ضروری ہے۔ ایک مہذب اور صالح معاشرے کے لیے مقتدر اعلیٰ لوگوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ بچوں کی نفسیات سے واقف ہوں اور ان کی مناسب تعلیم و تربیت کا انتظام کریں۔ ہمارے دور میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی تیز رفتار ترقی گزرے زمانے کے سنگ ہائے میل کو بڑی تیزی کے ساتھ پیچھے چھوڑتی جا رہی ہے۔ نسلوں کے درمیان خلیج تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ سماجی و معاشرتی اقدار و روایات تیزی سے اتھل پتھل ہو رہی ہیں، دیہی سادہ زندگی پر شہری مگر پر تصنع زندگی غالب آتی جا رہی ہے، اور اس سے سب سے پہلے اور براہ راست نوعمر نسل متاثر ہو رہی ہے۔ چنانچہ محض بیس پچیس سال قبل بچوں کا ادب موجودہ نسل کے لیے آؤٹ ڈیٹیڈ معلوم ہوتا ہے۔ ایسا اس لیے ہے کہ دنیا بدل گئی ہے، ماحول بدل گیا ہے، اور اقدار و روایات تبدیل ہو گئی ہیں۔ بچے تو بچے ہیں، موجودہ جوان نسل میں بھی بیشتر لوگ ایسے ہیں جو رابندر ناتھ ٹیگور اور پریم چند کی کہانیوں کا منظر اور پس منظر سمجھنے سے قاصر ہیں۔

ماہرین تعلیمی نفسیات اس حقیقت پر متفق نظر آتے ہیں کہ فرد کی تربیت کے حوالے سے بچپن عمر کا اہم حصہ ہوتا ہے۔ بچپن کی عادات پختہ ہو کر انسانی زندگی کا حصہ بن جاتی ہیں۔ اچھی عادت کردار کو مثبت بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں اور منفی عادات منفی نتائج پیدا کرتی ہیں۔ ماہرین کا یہ بھی خیال ہے کہ فرد کی تربیت میں مطالعہ کتب کا کردار فیصلہ کن ہے۔ کسی بھی معاشرے میں ادب اطفال بچوں کی شخصیت سازی اور کردار سازی کے لیے لازم ہے۔ ماہرین اس بات پر زور دیتے ہیں کہ بچوں میں درسی کتب کے علاوہ دیگر معیاری کتب جن کا تعلق ادب اطفال سے ہے پڑھنے کی عادت پختہ کی جائے۔ ترقی یافتہ ممالک میں بچوں کے لٹریچر پر کافی توجہ دی جاتی ہے اور لاکھوں کتابیں منظر عام پر آ رہی ہیں۔ ملک عزیز میں لٹریچر کے حوالے سے عوام اور حکومت کا رویہ انتہائی مایوس کن ہے۔ اس حوالے سے ٹھوس اقدامات نہیں کیے جا رہے اور نہ ہی حکومتی سرپرستی حاصل ہے۔ نتیجہ سب کے سامنے ہے تعلیم تو ہے

تربیت کی شدید کمی ہے۔ ادب اطفال سماج کی ایک ویسی ہی ضرورت ہے جیسی کسی دیوار کی تعمیر کے لیے گارے، پتھر اور اینٹ کی ہے۔ شان دار، بلند دیوار کا منصوبہ ان بنیادی عوامل کے بغیر پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا۔ ایسے ہی کسی بہتر اور معیاری سماج کی تشکیل کا خواب ادب اطفال کی بنیاد پر اٹھائے بغیر شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا ہے، اور ادب اطفال بھی ایسا جس کی تخلیق صالح اور تعمیری فکر اور جذبے کے ساتھ کی گئی ہو۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ترقی یافتہ ممالک میں بچوں کی لائبریریوں کا جائزہ لیا جائے اور اس جدید طرز کی ڈیجیٹل لائبریریاں قائم کی جائیں۔ ہمارے ہاں اکیسویں صدی میں بچوں کے ادب کا سرمایہ تشفی بخش نہیں ہے یا یوں کہیے اس طرف کوئی توجہ نہیں دی جا رہی۔ ہمارے ہاں بچوں کا شاعر یا ادیب بننا کسرِ شان سمجھا جاتا ہے۔ آج یورپ میں پرانی لکھی گئی کہانیوں پر فلمیں بنائی جا رہی ہیں۔ ہمارے ہاں اس طرف توجہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ اب ادب اطفال کے تخلیق کاروں کو نئے چیلنجز کا سامنا ہے۔ اب انہیں ایک تیز طرار 'بولڈ' الیکٹرانک دور کی ایسی نسل کو مخاطب کرنا ہے جو وعظ و نصیحت سننے کے لیے تیار نہیں۔ اور جو ابتدا ہی سے تقابل کا رجحان اور صلاحیت رکھتی ہے۔ تقابلی رجحان کا مطلب ہے کہ جب تفریح کے لیے اس کے پاس ٹی وی، ویڈیو، کمپیوٹر اور دیگر الیکٹرانک دلچسپ آلات موجود ہیں تو وہ کتاب کا مطالعہ کیوں کرے۔ اکیسویں صدی میں انگلی کی جنبش سے سوالات کا جواب تلاش کرنے والے بچے کی ذہانت کا اندازہ لگانا دشوار ہے۔ ایسے میں ادب بھی ان کی ذہنی رفتار کا ساتھ دینے والا ہونا چاہیے۔ اگر ادب پڑھانا ہے تو ان تمام چیزوں سے زیادہ دلچسپ اور زیادہ معلوماتی چیزیں اس کے سامنے پیش کرنا ہوں گی، تاکہ وہ اسے قبول کر سکے۔ ادب اطفال کا یہ سب سے بڑا چیلنج ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ جدید دور کے تقاضوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ایسا ادب تخلیق کیا جائے جو حالاتِ حاضرہ کے تمام چیلنجز کو قبول کرتا ہو، جو موجودہ حالات سے ہم آہنگ ہو، جس میں بچوں کے من کی بات ہو، جو دلچسپ اور معیاری ہو اور جس میں اکیسویں صدی کی ضرورت کے مطابق تمام خصوصیات موجود ہوں۔

حوالہ جات

۱۔ خوشحال زیدی، ڈاکٹر، اردو میں بچوں کا ادب، دہلی، مکتبہ جامعہ، ۱۹۸۹ء، ص ۲۲۲

۲۔ مناظر عاشق ہرگانوی، مرتب، اردو میں بچوں کے ادب کی انتھولوجی، نئی دہلی، ساہتیہ اکادمی، پہلا ایڈیشن ۲۰۰۲ء، ص ۱۵

۳۔ محمود الرحمان، آزادی کے بعد بچوں کا ادب، کراچی، نیشنل پبلیشنگ ہاؤس، اشاعت اوّل ۱۹۷۰، ص ۱۶۹

۴۔ خوشحال زیدی، ڈاکٹر، اردو میں بچوں کا ادب، دہلی، مکتبہ جامعہ، ۱۹۸۹ء، ص ۱۷۵

۵۔ ایضاً، ص ۱۸۱

۶۔ شاہوار بیگم، بچوں کے ادب میں اقبال کا حصہ، لکھنو، اردو پبلیشرز، بار اوّل ۱۹۸۲ء، ص ۲۳

۷۔ علامہ محمد اقبال، ڈاکٹر، کلیاتِ اقبال، لاہور، اقبال اکادمی، ۱۹۹۴ء، ص ۳۸۵

۸۔ عبدالحق، ڈاکٹر، اردو میں بچوں کا ادب، مشمولہ آج کل، نئی دہلی، دسمبر ۱۹۹۱ء، ص ۸۸